Digitized by Khilafat Library Rabwah.

بقیہ مقدمات اثبات نبوت

بخوبی بیان ہوچکا ہے (یہہ قوت عقلیہ کی دوسری شاخ کا ثبوت ہی)

ایسا ہی ہم دیکہتے ہیں کہ بعض لوگ اپنے خالق سے ایسی محبت رکہتے ہین کہ جورو بیٹے روپیہ پیسے دنیا کی کسی چیز سے نہین رکہتے - خدا پر ایسا بہروسہ رکہتے ہیں کہ اپنے ہاتہہ کی زر - بازو کی قوت - دوست آشنا وغیرہ اسباب و وسایل پر نہین رکہتے (یہہ قوت عملیہ کی دوسری شاخ کا ثبوت ہی) -

اسکی تفصیل مین اگر ہم ایسے لوگون کے حالات لکہین تو ایک دفتر طویل ہوجاوے اسلئے ہم اس مقام مین اسی اجمالی بیان پر اکتفا کرتے ہیں اور اس زمانہ کے دانشمندون سے امید رکہتے ہین کہ وہ ایسے لوگون کے وجود سے منکر نہ ہون گے ومع ذلک ہم ان لوگون کے تفصیلی حالات بہی پہر کسی موقع پر درج رسالہ کرینگے انشاء اللہ تعالی -

اس بحث سے بخوبی ثابت ہوا کہ قوت عقلیہ وعملیہ (اپنی اپنی دونون شاخون کے ساتہہ) انسان مین موجود ہے اور یہی دونون قوتین انسان کی خاص صفتین ہین جو اسکو عام حیوانات ونباتات وجمادات سے ممتاز کرتے ہین اور منجملہ اسکے صفات محسوسہ ومشاہدہ کی یہی دو صفتین (یا جو انکی طرف راجع ہون) مناط ومدار انسانیت ہین -

پہر ان دونون قوتون سے انسان اپنی بہیمی (یا حیوانی) طاقت کے مناسب کام بہی لیتا ہے جسکا بیان بضمن تشریح طرز تمدن ومعاشرت انسان ہوچکا ہے اور اپنی طاقت ملکی (یا روحانی) کے مناسب کام بہی لیتا ہے - جبکہ وہ امور معاشرت مین روحانی اصلاح کی رعایت کرتا ہے اور خاصکر ان دونون قوتون کی دوسری شاخون کو تو اسکی ملکیت یا روحانیت سے بہت ہی تعلق ہے -

انسان کی بہیمی (یا حیوانی) طاقت کے وہ کام ہین جنمین انسان کے ساتہہ تمام حیوان بہائم

درندہ وغیرہ بہی شریک ہین - جیسے کہانا پینا غضب شہوت وغیرہ جسمین انسان کے ساتہہ غیرون کا شریک ہونا بلکہ غیرون مین ان کا بوجہ اتم پایا جانا سابقا ثابت کیا گیا ہے ملکی* (یا روحانی) طاقت کے وہ کام ہین جو صرف انسان مین پائے جاتے ہین اسکی اور مشارکات جنسیہ مین مشاہدہ نہین کئے جاتے اور وہ خاص انسان کی روح کی صفات ہین - جسم انسانی کی اصلی صفتین نہین ہین جیسے خوش خُلقی - تواضع محبت - خشیت رقت - علم ادراک وغیرہ -

یہہ علم عمدہ ترین خواص وصفات† روحانی سے ہی اور وہ کئی قسم ہے -

اول علم توحید وصفات الہی دوم علم حقوق خداوندی اور طریق تادیہ اُن حقوق کا (جسکو دوسرے محاورہ مین عبادت کہتے ہین) سوم علم ضوابط نظام عالم و علی ہذا القیاس -

ہر چند انسان کا اپنی قوت عقلیہ وعملیہ سی بہیمی (یا حیوانی) طاقت کی مناسب کام لینا اور لوازم جسمانیت وحیوانیت کو اپنے کمال نوعی وفطری کو پہنچانا بہی انسانی سعادت مین داخل ہے مگر چونکہ وہ لوازم فانی ہین انکا بقاء سی نظام جسمانی کے بقاء تک ہے -

---

* انسانکی اُس طاقت کو ملکی کہنا اہل ادیان سماوی اور حکماے قدیم کی بول چال ہی جو وجود ملایکہ کو مانتے ہین اور ان صفات انسانی کو ملائکہ کی صفات کے مشابہ سمجہتی ہین جو لوگ وجود ملایکہ سی انکاری ہین جیسے نیچری مدعی اسلام یا برہم سماج وغیرہ وہ اس لفظ واصطلاح مین نزاع نہ کرین اس کے معنی کو دیکہین اور یہ سوچین کہ جس صفت انسانی کو ملکی طاقت کہا گیا ہی وہ انسان مین موجود ہے یا نہین جو موجود پاوین تو خواہ اسکو روحانی طاقت یا اور نام سی تعبیر کرین اسکی نفی و انکار کے درپے نہ ہو جاوین - کیونکہ اصطلاح محاورات مین مناقشہ جایز نہین ہے -

---

† اس امر کا مفصل بیان معہ تشریح اس تعلق کے جو روح کو جسم سے ہی اشاعۃ السنہ نمبر ۱۲ جلد ۲ مین مذکور ہو چکا ہے جو قابل ملاحظہ ناظرین ہے -

اسلئے اصلی سعادت اور حقیقی کمال انسانی یہی ہے کہ وہ اپنی دونون قوتون کی دونون شاخون سے ملکی (یا روحانی) کام لے - اور جو کام بہیمی (یا حیوانی) طاقت کی مناسب اُسے لینا ہے اسمین روحانی طاقت کی رعایت کو بھی ہاتھ سے نہ دے بہیمیت کو ملکیت کے تابع کردے ایسے طور پر کہ بہیمیت جو کرے اسمین مقتضاے ملکیت کا خلاف نہو اور ملکیت جو حکم دے بہیمیت اسکو فوراً عمل مین لادے - ملکیت کی زگمت بہیمیت مین اثر کرے بہیمیت کا رنگ اسپر نہ پڑے - اِس قسم کے افعال و اعمال سے جنمین مقتضائے ملکیت کی رعایت ہو اور بہیمیت کی مخالفت ملکیت کو ترقی و فراخی حاصل ہوتی ہے اور بہیمیت منقبض ہوجاتی ہے یہانتک کہ ملکیت اپنے کمال کو پہونچ جاتی ہے اور بہیمیت اسکی تابع ہو رہتی ہے -

یہ امر قسم اول و دوم اور ان کے موافق عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے اور انسان کی صورت نوعی اور فطرت اسکو اسی امر کا حکم دیتی ہے - اور قسم سوم کی علم و عمل کی بقدر ضرورت اجازت دیتی ہے -

یہی وجہ ہے کہ کبھی انسان عرب کے ہون خواہ عجم کے - ہند کے ہون یا سندھ کے - یورپ کے ہون خواہ ایشیا کے (بشرطیکہ وہ اعتدال مزاج انسانی پر ہون) اس امر کو پسند کرتے ہین اور جن لوگون مین یہ امر یعنے تہذیب اخلاق نفس اور تکمیل بہیمیت پائی جاتی ہے انکی بدل تعظیم و تکریم کرتے ہین - اور حاضر و غائب ان کے ثناخوان ہین اور انکو خدا پرست اور مقدس سمجھتے ہین -

پھر اس سعادت ہین لوگ مختلف ہین بعض لوگ (خواہشی ظلمت مین محجوب ہونیکے سبب) اس سے بالکل محروم ہین حتی کہ اونکی صلاحیت کی امید بھی منقطع ہے - بعض ایسے ہین جنکو سرِدست وہ سعادت حاصل نہین ہے مگر وہ مایوس بھی نہین - تدبیر و ریاضت سے انکے لئے حصول سعادت ممکن ہے بعض ایسے ہین جنمین اجمالی اصول سعادت موجود ہین پر وہ تفصیل و دقت طلب ہین بعض ایسے ہین جنمین وہ سعادت بوجہ کمال وفور موجود ہے اور وہ اسکو مقتضا پر

پوری پوری مستقیم ہین - یہانتک کہ اگر کوئی انکو اس سے روکے تو بھی وہ اس سے رک نہین سکتے -

یہ اختلاف ایک اور جبلی اور فطرتی اختلاف سے پیدا ہوا ہے اسکا بیان یہ ہے کہ قوت ملکی (یا روحانی) لوگون مین دو طرحکی پیدا کی گئی ہے ملکیت درجہ اول جسکی شان سے قسم اول و دوم علم مین استغراق ہے اور قسم ثالث کیطرف بھی بنظر اصلاح نظام عالم پوری توجہ و اہتمام ہے ملکیت درجہ دوم جسمین بہیمیت سے شجرد اور بوزانیت تو ہے مگر ان علوم مین اس قدر توجہ و اہتمام نہین ایسی ہی بھیمیت دو طرح کی لوگون مین پائی جاتی ہے بہیمیت درجہ اول قوی و سخت جیسے تنومند اور نر حیوانون مین پائی جاتی ہے جو قوی اور عمدہ غذا و چارے سے تربیت پاتے ہین اور قوی جسم اور تند و تیز آواز رکھتے ہین - دوسرے جانور پر حملہ کرنے مین بڑے دلیر ہوتے ہین اور بہیمیت درجہ دوم ضعیف و نرم جیسے خصی اور ضعیف جانورون مین پائی جاتی ہے جو اچھی غذا نہین پاتے اور نہ قوی جسم اور آواز اور افعال رکھتے ہین -

(باقی آیندہ)

بقیہ کفر و کافر

کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ کی نفی تکفیر اہل قبلہ مین اگرچہ اہل بدعت ہون کلام کو بسط کے

ثم فی بسط الامام الکلام فی نفی تکفیر ارباب الاثام من اهل القبلة ولو من اهل البدعة دلالة علی ان سب الشیخین لیس بکفر کما صححه ابو الشکور السلمی فی تمهیده وذلك لعدم ثبوت مبناه وعدم تحقق معناه فان سب المسلم فسق کما فی حدیث ثابت وح یستوی الشیخان وغیرهما فی هذا الحکم ولانه لو فرض ان احدا قتل الشیخین بل والختنین بوصف الجمع لا یخرج عن کونه مسلما عند اهل السنة والجماعة ومن المعلوم ان السب دون القتل نعم لو استحل السب او القتل فهو کافر لا محالة وعلی تقدیر ثبوت الحدیث فیجب ان یؤول کما اول حدیث من ترك الصلوة متعمدا فقد کفر والحاصل ان الفسق والعصیان لا یزیل الایمان فیصیر کافرا ولا واسطة وکذا البدعة لا یزیل الایمان والمعرفة کانکار

ساتھ بیان کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ شیخین کی سب بہی کفر نہین ہے چنانچہ ابو الشکور سلمی نے کتاب تمہید مین اسبات کو صحیح کہا ہی اسکی یہی وجہ ہی کہ اس تکفیر کی کوئی وجہ نہین ہے۔ مسلمان کی سب صرف گناہ ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہے اور اسمین شیخین اور سب مسلمان برابر ہین کیونکہ اگر ہم فرض کرین کہ کسینے شیخین کو بلکہ ختنین (امیر المومنین علی مرتضی علیہ السلام وامیر المومنین عثمان رض) کو قتل کر دیا تو بہی وہ اہلسنت وجماعت کی نزدیک مسلمانی سی خارج نہین ہوتا اور سب تو قتل سے بہی کم ہی پہر سب سے کیونکر کافر ہو سکتا ہی۔ ہان اگر سب یا قتل کو حلال جانی تو ضرور کافر ہے اگر سب شیخین کے کفر ہونیمین کوئی حدیث بہی فرض کر لیجائی تو اسکی تاویل واجب ہی جیسی حدیث من ترک الصلوة متعمدا فقد کفر کی تاویل واجب ہی (کہ اس سے کفر عملی اور ناشکری

+ یہہ قول عبارت شرح مواقف کی جو اس عبارت کے بعد منقول ہی مخالف ہی بلکہ خود اپنی ماقبل وما بعد اور تمام اصول کے بہی برخلاف ہی حلال جاننا قطعی گناہ کا کفر ہے اور سب شیخین کے قطعی گناہ ہونے مین جو بحث کلام ہی وہ خود اس عبارت اور عبارات شرح مواقف وغیرہ مین موجود ہے +

المعتزلة صفات الله تعالى وخلق افعال العباد وجواز رويته سبحانه في المعاد لانه مبني على تاويل ولو كان على حد التشبيه والتجسيم وانكار علم الله سبحانه بالجزئيات فانه يكفر بهما بالاجماع من غير النزاع ففي شرح العقايد سب الصحابة والطعن فيهم ان كان مما يخالف الادلة القطعية فكفر لقذف عايشة وادلة فبدعة وفسق وهذا تصريح من العلامة ان سب الشيخين ليس بكفر عند العامة ثم قال وبالجملة لم ينقل عن السلف المجتهدين والعلماء الصالحين جواز اللعن على معاوية واحزابه لان غايتهم البغي والخروج على الامام الحق وهو لا يوجب اللعن۔

مراد ہے) حاصل یہ کہ فسق و گناہ ایمان کو دور نہیں کرتے کہ ایسے انسان کافر ہو جاوے اور اندونوں میں دور کوئی واسطہ نہیں ہے ایسا ہی بدعت سے ایمان دور نہیں ہوتا جیسے معتزلہ کا بعض صفات خداوندی سے اور خدا کو خالق افعال ہونے سے اور قیامت میں خدا کو دیدار ہونے سے انکار ہے کیونکہ یہ انکار تاویل سے ہے اگرچہ وہ تاویل فاسد ہے مگر خدا کا جسم قرار دینا اور اسکے علم جزئیات کی نفی کرنا یہ بیشک صریح کفر ہے شرح عقاید میں کہا ہے کہ اصحاب کی سب اور نہیں طعن اگر اس قسم سے ہو جو ادلہ قطعیہ کا خلاف ہوتا ہے جیسے حضرت عایشہ کو (اس خاص امر میں جسمیں قرآن نے انکی برأت کی ہے) متہم کرنا تو وہ کفر ہی نہیں تو بدعت اور فسق ہے اور یہ بھی صاف بیان ہے کہ سب شیخین عامہ علماء کے نزدیک کفر نہیں ہے۔ پھر علامہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ پہلے مجتہدین اور علماء صالحین نے (امیر) معاویہ اور اسکے گروہ پر لعنت کو بھی جایز نہیں کہا غایت امر یہ کہ انہوں نے بغاوت کی اور امام برحق (علی مرتضی) پر خروج کیا سو موجب لعنت نہیں ہو سکتا۔

اور شرح مواقف میں قول مختار عدم تکفیر اہل قبلہ جو سابقا منقول ہوا بیان کرنیکے بعد بعض لوگوں کا ایک دوسرا کفر کہنا بیان کیا ہے پھر انکے متمسکات کا جواب دیا ہے اسی کے ضمن میں کہا ہے کہ خوارج و روافض کو کئی وجہ سے کافر کہا گیا ہے **اول** یہ کہ ان کا اکابر صحابہ کو جن کی پاکی اور یاوری پر قرآن

قد كفر الخوارج والروافض بوجوه الاول انهم

فی اکابر الصحابة الذین شهد لهم القرآن
والاحادیث الصحیحة بالتزکیة والایمان
تکذیب للقرآن والرسول حیث اثنی علیهم
وعظمهم فیکون کفرا قلنا لا اثنا علیهم
خاصة ای لا ثناء فی القرآن علی واحد من
الصحابة بخصوصه وهو لا قد اعتقدوا
ان من قد حوافیه لیس داخلا فی الثناء
العام الوارد فیه والیه اشار بقوله ولا
هم داخلون فیه عندهم فلا یکون
قدحهم تکذیبا للقرآن واما الحدیث الوارد
فی تزکیة بعض معینین من الصحابة والشهادة
لهم بالجنة فمن قبیل الآحاد فلا یلزم
تکذیبهم للرسول الثانی الاجماع منعقد
من الامة علی تکفیر من کفر عظماء الصحابة
وکل واحد من الفریقین یکفر بعض تلک
العظماء فیکون کافرا قلنا هو ای من کفر
جماعة مخصوصة من الصحابة لا یسلم کونهم
من اکابر الصحابة وعظمائهم فلا یلزم کفره
الثالث قوله علیه السلام من قال لاخیه یا کافر

گواہی ہو بہ کہنا قرآن کو جھٹلانا ہو اور نیز رسول
کو جنہوں نے انکی تعریف کی اور بزرگی بیان
کی اور یہ کفر ہے اسکا **جواب** یہہ ہو کہ کسی
صحابی کی خاصکر قرآن مین تعریف نہین ہو
عام صحابہ کی ہے اور وہ لوگ جانتے ہین کہ جسکو
وہ بُرا کہتے ہین وہ اس عام تعریف مین داخل
نہین اسکی طرف مصنف کے اس قول کا اشارہ
ہے کہ وہ انکے نزدیک ان لوگو نہین داخل نہین
جنکی تعریف قرآن مین ہے۔ سو انکا بُرا کہنا انکے
نزدیک قرآن کو جھٹلانا نہوا۔ اب رہی حدیث
جنہین بعض صحابہ کی پاکی بیان ہوئی ہے اور
انکو جنت کی شہادت دی گئی ہو سو اخبار احاد
ہین انکے انکار سے کفر ثابت نہین ہوتا ×۔

وجہ دوم یہ کہ اکابر صحابہ کو کافر کہنا بالاجماع
کفر ہے اسکا جواب یہ کہ وہ انکو اکابر صحابہ سے
نہین جانتے پھر وہ اس کفر کے مرتکب کیونکر
ہوئے۔ **وجہ سوم** یہ کہ حدیث مین آیا ہے
جو کسی مسلمان کو کافر کہے وہ کفر ایک کی طرف
ضرور رجوع کرتا ہے یعنی جسکو کافر کہتا ہے وہ

+ یہان عندیہ مخالف کی لحاظ کرنے اور اشاعۃ السنہ جلد ۱۲ ص ۳۲ و ص ۳۳ مین اسکا لحاظ نکرنہین سناقاۃ ولحقۃ
نہین ہے یہان امور ظنیہ قطعیہ مین لحاظ کیا گیا ہے۔ وہان امور قطعیہ مین ضرورت لحاظ کو اٹھایا گیا ہے۔

فقد بأبه احدهما قلنا احاد وقد اجتمعت الامة على ان انكار الاحاد ليس كفرا ومع ذلك نقول المراد مع اعتقاد انه مسلم فان من ظن المسلم انه يهودي او نصراني فقال له يا كافر لم يكن ذلك كفرا بالاجماع واعلم ان عدم التكفير لاهل القبلة موافق لكلام الاشعري والفقهاء كما مر لكنا اذا فتشنا عقايد فرق الاسلاميين وجدنا فيها ما يوجب الكفر كالعقايد الراجعة الى وجود اله غير الله او الى حلوله في بعض اشخاص الناس او الى انكار نبوة محمد عليه الصلوة والسلام او ذمه واستخفافه او الى استباحة المحرمات واسقاط الواجبات (شرح مواقف)

کافر نہو تو کہنے والا ضرور کافر ہو جاتا ہی اسکا

جواب یہ ہی کہ یہ حدیث اخبار احاد سی ہے اس سی انکار باجماع امت کفر نہین ہے اس سے علاوہ اسکے معنی یہ ہین کہ جو مسلمان کو مسلمان سمجہکر کافر کہے وہ کافر ہوتا ہی کیونکہ جو کسی مسلمان کو یہودی یا نصرانی سمجہکر کافر کہے وہ بالاجماع کافر نہین ہوتا اور جانلے کہ یہ اہل قبلہ کو کافر نکہنا کلام شیخ ابو الحسن اشعری و فقہا کے موافق ہے مگر جب ہم اسلامی فرقون کے عقاید کو ٹٹولتے ہین تو انمین ایسے امور بھی پاتے ہین جو تکفیر کے موجب ہین جیسے خدا کے سوا کسی اور معبود کے وجود کا قایل ہونا یا خدا کا کسی شخص مین حلول ماننا یا آنحضرت کی رسالت کا انکار کرنا یا محرمات کو مباح جاننا یا احکام شرعیہ واجبہ کو معاف سمجہہ لینا۔

مترجم کہتا ہے اسبات کا عبارات سابقہ مین بہی ذکر ہے۔ اور ہمنے اس بات کو اشاعۃ السنہ نمبر ۸ جلد ۳ مین بتفصیل و تمثیل بیان کر دیا ہے۔ یہ بات بیشک واجب اللحاظ ہے مگر اسکے کسی فرقہ اہل ہوا سے منجملہ اہل قبلہ خصوصیت نہین ہے۔ اگر کوئی اہلسنت وجماعت کہلا کر ایسی بات جو قطعی کفر و صریح شرک ہو اور اسمین ضروریات و قطعیات دین کا انکار و تکذیب پائی جاتی ہے اعتقاد کرے یا عمل مین لاوی تو وہ بھی کافر ہے گو اپنے مونہہ سی

+ یہ حدیث اہلحدیث کی نزدیک بہی اپنے ظاہری معنی پر محمول نہین ہے دیکہو نووی شرح مسلم ص ۵۷ جلد اول۔ جسمین اس حدیث کو مشکلات سی شمار کر کے اسکی پانچ تاویلین کی ہین۔

اپنے آپ کو اہلسنت وجماعت کہے۔

مسئلہ سب الشیخین مین مصنف بحر الرائق واشباہ والنظائر نے اور اسکی تقلید سے مصنف درمختار نے غضب ہی کر دیا اور صاف لکہدیا ہے کہ اسکے گناہ کا مرتکب ایسا کافر ہے کہ اسکی توبہ بہی قبول نہین اور بجز قتل اور جلا دینے کے اسکی کوئی سزا نہین۔ اس قول کو درمختار واشباہ کے محشیون نے اصول وفروع کی دست آویز سے رد کر دیا اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس مسئلہ کی بنا ہی غلطی پر ہے جس کتاب (جوہرہ) سے مصنف بحر نے استشہاد کیا ہے اسمین اسکا ذکر نہین یہ بات اسکے کسی نسخہ کے حاشیہ پر لکہی ہوئی تہی جو کسینے اصل کتاب مین ملا دی ہی اور یہ بات خود مصنف درمختار نے بہی نہر الفایق سی نقل کی ہے۔ اس گفتگو سی معلوم ہوتا ہی کہ جو فقہ اکبر کی عبارت مین گزرا ہے کہ یہ روایت جہالت ناقل کے سبب لایق اعتبار نہین صحیح وبادلیل ہے اس گفتگو کو توجہ سے سننا چاہئے

اشباہ ونظائر مین کہا ہے سب کفار کی توبہ مقبول ہے مگر جو سب شیخین سے کافر ہوا وہ قتل ہی کیا جاوے گا یا جلا دیا جاوے گا۔

> کل کافر توبتہ مقبول الا بسب الشیخین فانہ یحرق او یقتل (اشباہ والنظایر)

درمختار مین کہا ہے بحر الرایق سے شہید کی طرف نسبت کر کے کہا ہے جو شیخین ابوبکرؓ وعمرؓ کو گالی دے یا انمین طعن کرے وہ کافر ہی اسکی توبہ مقبول نہین۔ پہر کہا ہے ولیکن نہر الفایق مین ہے کہ اس مسئلہ کا اصل نسخہ جوہرہ مین وجود نہین۔ صرف بعض نسخون کے حاشیہ پر پایا گیا ہے جو اصل کتاب مین کسی نے ملا دیا ہے۔

> فی البحر عن الجوہرۃ معزیا للشہید من سب الشیخین او طعن فیہما کفر ولا تقبل توبتہ الی ان قال لکن فی النہر وہذا لا وجود لہ فی اصل الجوہرۃ وانما توجد علی ہامش بعض النسخ فالحق بالاصل (درمختار)

اس قول کی شرح مین علامہ ابن عابدین نے رد المحتار مین کہا ہے۔

قال السيد الحموي في حاشية الاشباه حكى عن
عمر بن نجيم ان اخاه افتى بذلك فطلب منه
النقل فلم يوجد الا على طرة الجوهرة وذلك
بعد حرق الرجل - واقول على فرض ثبوت
ذلك في عامة نسخ الجوهرة لا وجه له لظهر
لما قدمناه من قبول توبة من سب الانبيا
عندنا خلافا للمالكية والحنابلة واذا كان
كذلك فلا وجه للقول بعدم قبول توبة
من سب الشيخين بل لم يثبت ذلك عن احد
من الائمة فيما اعلم - ونقل عنه السيد
ابو السعود الازهري في حاشية الاشباه
اقول نعم نقل في البزازية عن الخلاصة
ان الرافضي اذا كان يسب الشيخين
ويلعنهما فهو كافر وان كان يفضل
عليا عليهما فهو مبتدع وهذا لا يستلزم
عدم قبول التوبة على ان الحكم عليه
بالكفر مشكل لما في الاختيار اتفق
الائمة على تضليل اهل البدع اجمع
وتخطيتهم وسب احد من الصحابة و
بغضه لا يكون كفرا لكن يضلل

سید حموی نے ابن نجیم (مصنف بحر
واشباہ) سی حکایت کی ہے کہ اسکے بہائی نے
اس بات کا فتوی دیا تہا جب اس سے نقل
(کتاب) کا مطالبہ ہوا تو پتہ نہ لگا بجز ایک
حاشیہ یا کنارہ کتاب جوہرہ کے اور یہ بہی بعد
جلائے جانے اس شخص کے بتلایا اور مین کہتا
ہون اگر اسبات کا اصل نسخہ جوہرہ مین موجود
ہونا فرض کرلین تو بہی اسکی کوئی وجہ ظاہر نہین
ہی - ہم پہلے (بضمن مسئلہ سب انبیا) بیان کرچکے
ہین کہ نبی کو گالی دینے والے کی ہماری (حنفیہ
کے) نزدیک (بخلاف مالکیہ وحنبلیہ) توبہ
مقبول ہے پس شیخین کو گالی دینے والیکی
توبہ قبول نہونیکی کوئی وجہ نہین ہے اور ہمارے
علم مین کسی امام سے یہ بات ثابت نہین ہے
ایسا ہی حموی سے سید ابو السعود نے حاشیہ
اشباہ مین نقل کیا ہے مین (ابن العابدین)
کہتا ہون بزازیہ مین خلاصہ سی منقول ہے
کہ رافضی شیخین کو گالی دے اور انکو لعنت
کری تو وہ کافر ہے اور اگر علی مرتضی کو انپر
فضیلت دی تو مبتدع ہے مگر اس سی بہی توبہ
کا قبول نہونا نہین نکلتا علاوہ یہ کہ حکم کفر بہی مشکل ہے کیونکہ (کتاب) اختیار مین ہی کہ تمام امام اسپر
متفق ہین کہ اہل بدعت سبہی گمراہ اور خطا پر ہین اور کسی صحابی کی گالی یا بغض کفر نہین ہی مگر اسی ہی

وذكر في فتح القدير ان الخوارج الذين يستحلون
دماء المسلمين واموالهم ويكفرون الصحابة
حكمهم عند جمهور الفقهاء واهل الحديث
حكم البغاة وذهب بعض اهل الحديث الى
انهم مرتدون قال ابن المنذر ولا اعلم
احدا وافق اهل الحديث على تكفيرهم
وهذا يقتضي نقل اجماع الفقهاء -
وذكر في المحيط ان بعض الفقهاء لا يكفر احدا
من اهل البدع وبعضهم يكفرون البعض
وهو من خالف ببدعته دليلا قطعيا
ونسبه الى اكثر اهل السنة والنقل الاول
اثبت وابن المنذر اعرف بنقل كلام
المجتهدين نعم يقع في كلام اهل المذهب
تكفير كثير ولكن ليس من كلام الفقهاء
الذين هم المجتهدون بل من غيرهم
ولا عبرة بغير الفقهاء والمنقول من
المجتهدين ما ذكرناه - ومما يزيد ذلك
وضوحا ما صرحوا به في كتبهم متونا وشروحا
من قولهم ولا تقبل شهادة من يظهر السب
وتقبل شهادة اهل الاهواء الا الخطابية
وقال ابن الملك في شرح المجمع وترد شهادة

فتح القدیر مین ہی کہ قوم خوارج جو مسلمانون کے
خون اور مال کو حلال جانتی اور اصحاب رسول اللہ
کو کافر کہتے ہین انکا حکم جمہور فقہا و محدثین کے
نزدیک باغیون کا سا حکم ہے صرف بعضی
اہلحدیث کہتی ہین کہ وہ مرتد ہین ابن المنذر
(محدث) نے کہا ہی کہ مین اُن اہلحدیث کے
موافق اس تکفیر مین کسیکو نہین پاتا یہ کہنا اسبات
کا مقتضی ہے کہ فقہا کا اس باب مین اجماع منقول
ہے - محیط مین مذکور ہی کہ بعض فقہا کسی
اہلبدعت کو کافر نہین کہتے اور بعضی بعض اہلبدعت
کو جو اپنی بدعت مین دلیل قطعی کے مخالف ہون
کافر کہتے ہین اور اس بات کو صاحب محیط نے
اکثر اہلسنت کیطرف منسوب کیا ہی اور پہلی نقل
(جو ابن المنذر کی ہے) زیادہ ثابت ہی اور
ابن المنذر کلام مجتہدین سی خوب واقف ہی
ہان (عام) اہلمذہب کی کلام مین تکفیر بہت
پائی جاتی ہے پر وہ کلام مجتہد نہین ہے - اور
مجتہدون کے سوا اور علما کی کلام کا اعتبار نہین
اور مجتہدون سی وہی منقول ہی جو ہمنے ذکر کیا ہی
(کہ اہل قبلہ کافر نہین ہین)
اِس بات کی زیادہ توضیح اِس مسئلہ سی ہوتی ہی جو تمام

من یظهر سب السلف لانه یکون ظاهر الفسق وتقبل من اهل الاهواء کالجبر والقدر والرفض والخروج والتشبیه والتعطیل۔ وقال الزیلعی او یظهر سب السلف یعنی الصالحین منهم وهم الصحابة والتابعون لان هذه الاشیاء تدل علی قصور عقله وقلة فرونه ومن لم یمتنع عن مثلها لم یمتنع عن الکذب عادة علاف ما لو کان یخفی السبب۔ ولم یعلل احد لعدم قبول شهادة متهم بالکفر کما تری نعم استثنوا الخطابیة لانهم یرون شهادة الزور لاشیاعهم او الحالف وکذا نص المحدثون علی قبول الروایة اهل الاهواء هذا فیمن یسب عامة الصحابة ویکفرهم بناء علی تاویل له ناسد فعلم ان ما ذکروه من الخلاصة من انه کافر قول ضعیف مخالف للمتون والشروح

کتب فقہ متون و شروح میں بیان کرتے ہیں کہ جو سلف کو علانیہ طور پر برا کہے اسکی شہادت مقبول نہیں ہے اور شہادت اہل ہوا کی بجز خطابیہ مقبول ہے۔ ابن ملک نے شرح مجمع میں کہا ہے جو سلف کو علانیہ طور پر برا کہے اسکی شہادت اسلئے مقبول نہیں کہ وہ ظاہراً فاسق ہے اور اہل جبر و قدر و خروج و تشبیہ و تعطیل سب کی شہادت مقبول ہے۔ زیلعی نے کہا ہے کہ سلف (یعنی صحابہ و تابعین) کو علانیہ برا کہنے والے کی شہادت اسلئے مقبول نہیں کہ علانیہ برا کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ برا کہنے والا کم عقل و بے مروت ہے۔ پس جو ایسی بے عقلی و بے مروتی سے نہ رکے گا وہ عادۃً جھوٹ بولنے سے کب رکیگا ہاں جو پوشیدہ طور پر برا کہے وہ اس حکم میں داخل نہیں ہے اور اس عدم قبول شہادت کی وجہ کسی نے یہ بیان نہیں کی کہ برا کہنے والا کافر ہے۔ اس حکم قبولیت شہادت سے خطابیہ مستثنیٰ ہیں کیونکہ وہ اپنی گروہ اور مدعی قسم کہا جانیوالے کے لئے جھوٹی شہادت کو جائز جانتے ہیں ایسا ہی محدثین نے صاف کہا ہے کہ اہل ہوا کی روایت مقبول ہے۔ یہ ان لوگوں کے حق میں کہا ہے جو اکثر صحابہ کو اپنی تاویل فاسد سے کافر کہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو خلاصہ میں کہا ہے کہ وہ کافر ہے ضعیف قول ہے اور متون و شروح

بل هو مخالف لاجماع الفقهاء كما سمعت
وقد الف العلامة ملا علي القاري
رسالة في الرد على الخلاصة وبهذا تعلم
قطعا ان ما عزي الى الجوهرة من
الكفر مع عدم قبول التوبة على فرض
وجوده في الجوهرة باطل لا اصل له
ولا يجوز العمل به وقد مر انه اذا كان
في المسئلة خلافا ولو رواية ضعيفة
فعلى المفتي ان يميل الى عدم التكفير
فكيف يميل هنا الى التكفير المخالف
للاجماع فضلا عن ميله الى قتله
وان تاب وقد مر ايضا ان المذهب قبول
توبة ساب النبي عليه السلام فكيف
ساب الشيخين والعجب من صاحب البحر حيث
تساهل غاية التساهل في الافتاء
بقتله مع قوله قد التزمت نفسي ان
لا افتي بشيء من الفاظ التكفير
المذكورة في كتب الفتاوى نعم
لا شك في تكفير من قذف السيدة
عائشة رض او انكر صحبة الصديق
او اعتقد الالوهية في علي او ان

بلکہ اجماع فقہا کے مخالف ہی - اور اس خلاصہ کے
رد مین علامہ ملا علی قاری نے ایک رسالہ بہی تالیف
کیا ہی - اس سے یہ بہی معلوم ہو گیا کہ جو بات جوہرہ
کیطرف نسبت کی گئی ہی وہ باطل ہے اسکی کوئی اصل نہین
ہے اور اسپر عمل جایز ہے اور سابقاً یہ مسئلہ
بیان ہو چکا ہے کہ جس امر مین اختلاف ہو اسمین
مفتی کو روایت عدم تکفیر کیطرف میلان واجب
ہے اگرچہ اس جانب کی روایت ضعیف کیون
نہ ہو - اور جس حالت مین اس مسئلہ متنازعہ فیہا
مین روایت تکفیر اجماع کے مخالف ہی تو اسمین
تکفیر کی جانب میلان کیونکر جایز ہے چہ جائیکہ
تکفیر کے ساتہہ فتوی قتل و عدم قبول توبہ بہی
ہو اور یہ بہی گذر چکا ہے کہ مذہب (حنفی)
کی رو سے رسول کو گالی دینے والے کی بہی
توبہ مقبول ہے تو پہر شیخین کو گالی دینے والے
کی توبہ کیونکر مقبول نہ ہوگی - صاحب
بحر الرایق (جس کا صاحب درمختار اس مذہب
مین مقلد ہے) سے تعجب ہے کہ اس نے اس
فتوی قتل مین ایسا تساہل کیا باوجودیکہ خود یہ کہہ
رکہا تہا کہ مین کسی لفظ تکفیر سے جو فتاوون مین
مذکور ہین فتوی ندونگا - ہان اس شخص کے کافر ہونے

جبریل غلط الوحی او نحو ذلک من الکفر الصریح المخالف للقرآن ولکن لو تاب تقبل توبته هذا خلاصة ما حررنا في کتابنا تنبیه الولاة والاحکام

مین شک نہین جو حضرت عایشہ صدیقہ پر وہ تہمت لگاوے (جس سے انکو قرآن نے بری کر دیا ہے۔ مترجم) یا صحبت صدیق اکبر سے انکار کرے (جسکا آیۃ اذ تقول لصاحبہ مین ذکر ہے مترجم) یا علی مرتضی کو خدا سمجھے یا جبرئیل کے وحی مین بہول جانیکا اعتقاد رکھے (جیسے کہ غالی رفضیون کا اعتقاد ہے مترجم) ایسی ایسی اور امور کا اعتقاد رکھے جو صریح قرآن کے مخالف ہین ولیکن ایسا کافر بھی توبہ کرے تو اُسکی توبہ مقبول ہے۔ یہ اس بیان کا خلاصہ ہے جو ہمنے اس باب مین کتاب تنبیہ الولاۃ والاحکام مین کیا ہے۔ مترجم کہتا ہے علامہ ابن عابدین نے اس باب میں خوب فقیہانہ تحقیق کی اور حق کی داد دی۔ اَب ہم اس بحث کو ختم کرتے ہین اور اسکی نتیجہ وخلاصہ مطلب پر ناظرین کو آگاہ کرتے ہین۔

نتیجہ

اس بحث کا خلاصہ و نتیجہ یہ ہے کہ شارع نے بہت سے امور پر کفر کا اطلاق کیا ہے پر اُس سے اس کفر کا جو ملت سے نکالی ہے اور ہمیشہ کے لئے جہنم کو واجب کرے ارادہ نہین کیا۔ ایسا ہی علماء اسلام نے بہت سے افعال و اعتقادات کو کفر ٹہرا رکھا ہے پر ان کے مرتکبین و معتقدین کو جو اہل قبلہ سے ہین اور وہ غفلت یا تاویل و اجتہاد سے ان کفریات مین مبتلا ہین کافر نہین کہا۔ اِس سے ہمارے سُنّی بہائی متبع و مقلد حنفی و محدث (جو اپنے مخالفین عمل و اعتقاد کو کافر کہتے ہین) عبرت پکڑین اور ایک دوسرے کی تکفیر اور عام مسلمانون کی تکفیر سے جو بعض افعال و اعتقادات کے سبب انسے سرزد ہوتی ہے باز آوین۔ خصوصًا اُن باتون مین جنکا کفر ہونا نہ صریح کتاب و سنت سے ثابت ہے نہ علماء سلف سے مروی ہے صرف انکے نواسیجاد و اجتہاد سے متولد ہے اور یہ خیال فرماوین کہ جس حالت مین بعضے ایسی باتون سے (جنپر شارع نے اور علماء سلف نے کفر کا اطلاق کیا ہے) اہل اسلام کو کافر کہنا اور ملت سے خارج کرنا جایز نہین تو پھر ہمارے اجتہادی کفرون سے انکی تکفیر و اخراج از ملت کیونکر جایز ہے۔ کیا ہماری تجویز اجتہاد کو نصوص شارع و اقوال سلف پر مزیت

وفوقیت ہے اور یہہ بھی لحاظ کرین کہ اسلام آگے ہی روے زمین پر کم ہے مسلمانون کی تعداد غیر مذاہب کے لوگون کی نسبت نہایت قلیل ہے اب اِس رہی سہی تعداد کو اور نہ گہٹاوین - اور بجاے اسکے اِس تعداد کے بڑہانے مین کوشش کرین باہمی تنفر کو (جو تکفیر کا نتیجہ ہے) حد اعتدال پر لاوین اور جہان تک اصول اسلام کا مقتضا ہے باہم اتحاد پیدا کرین - اور اس اتحاد کے ذریعہ اسلام و اہل اسلام کی ترقی کے وسایل سوچین - یہہ بات مدت سے ہم کہہ رہے ہین اور یہ بہی یقیناً جانتے ہین کہ فریقین کے متشدد و تنفر پسند ہماری اِن باتون سے خوش نہین ہین - مگر ہمکو ان کی خوشی ناخوشی سے مطلب نہین ہے اپنے مولا جل وعلا کی خوشی کی طلب ہے اور اس خداوند سے امید ہے کہ ہماری ان باتون کا لوگون کے دلون پر اثر پیدا کریگا کوئی نہ کوئی فریقین سے ان باتون کو سُنے اور ماننے والہ اسکے بندون مین ضرور ہوگا - اب نہین تو کسی اور ہی صدی مین وہ ایسے لوگونکو پیدا کریگا جنکو اِن باتون سے نفع پہنچیگا -

ولنعم ما قیل

فقل ما یفیض الحق من غیر سامع ففی الدّھر من یرجی لہ الفوز ظافرا

تو کہتا رہ زمانہ سامعین سی خالی نہین گذرتا - زمانہ مین ایسے لوگ بہی ہین جنسی فوز بمطلب متوقع ہی

ہمارے شیخ اجل حجۃ الخلف بقیۃ السلف سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے ہمارا اِس مضمون کا ضمیمہ نمبر ۱ جلد ۳ دیکہا تو اِس پر بڑی خوشی سے اپنا توافق ظاہر کیا اور ساتہہ اسکے بعض لوگون کے تنفر و وحشت کا بہی خوف جتایا آخر مین اِس شعر پر کاربند ہونیکا حکم دیا -

حافظ وظیفہ تو دعا کردن است و بس در بندان مباش کہ نشنید یا شنید

اللّٰھم ربنا فتقبل منّا و وفقنا بقبول ما ینفعنا ولا یضرنا آمین آمین

اسمضمون مین اہل اسلام کو کافر کہنے نکہنے کا حکم بیان ہوا - مشرک اور بدعتی کہنے کا تفصیلی بیان کسی اور مضمون مین ہوگا - انشاء اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

ہندوستان کے حدیث پر عمل کرنیوالے وہابی نہین

لایق توجہ گورنمنٹ

نمبر ۳

‡ سرحدی قومین (جو اکثر گورنمنٹ کی بغاوت مین سر اٹھاتی ہین اور وہ عام ناواقفون مین وہابی کہلاتی ہین) واقع اور نفس الامر مین اہلحدیث (یا وہابی) نہین - اہلحدیث کی روش وخیالات سے انکو کوئی خاص تعلق یا مناسبت نہین بلکہ عام مخالفت ومنافرت ہے -

بعض لوگون کا یہہ خیال ہے کہ سید احمد صاحب بریلوی - اور مولوی محمد اسمعیل صاحب دہلوی (جنہون نے مذہب اہلحدیث کو ہند مین عام رواج دیا ہے) ایک مدت سرحد پر رہے ہین اور انہون نے اپنے مذہب کے مخالفون سے جہاد کئے ہین - ان ہی کے باقیماندہ لوگ سرحد مین رہتے ہین اور وقتاً فوقتاً گورنمنٹ سے بغاوت کرتے ہین -

مگر تحقیق وانصاف کے رو سے اس خیال کی صداقت پر کوئی روشن دلیل نہین ہے - محض وہم واشتباہ پر اسکی بنا ہے -

نہ سید احمد مرحوم ومولانا محمد اسمعیل صاحب مرحوم نے اپنے مخالفین مذہب سے صرف مخالفت مذہبی

---

† ہندوستان سے تمام ملک ہند مراد ہے جسمین پنجاب بھی داخل وشامل ہے -

‡ اس سرحدی بحث سے پہلے ہمکو اہلحدیث ہند کی چال وچلن سے بحث کرنا مگر خاطر تھا چنانچہ مضمون نمبر کے خاتمہ پر ہمنے نوٹ دیا تھا - مگر چونکہ اس بحث مین اہلحدیث ہند کے تاریخی حالات اور اس مذہب کو ہند مین رواج دینے والون کے حالات مذکور ہین - اسلئے ہمنے اس بحث کو مقدم کیا ہے - اور زبانہ حال کے اہلحدیث کا چال وچلن نمبر ۴ مین بیان کیا جاویگا - انشاء اللہ تعالے -

کے خیال سے بہادر کیا ہے اور نہ انکے باقیماندہ اتباع نے کبھی گورنمنٹ انگلشیہ سے مقابلہ کیا ہے اگر مخالفتین اور بغاوتین جو سرحد مین واقع ہوتی ہین انہی لوگون سے ہوتی ہین جو اہلحدیث (یا یون کہو کہ وہابیون) کے دشمن جانی ہین اور ایک وہابی کے مارنیکو سو کافر کے قتل کرنے سے زیادہ موجب ثواب جانتے ہین۔

اس بات کی شہادت مین اگر ہم صرف اپنے تجربہ اور معلومات کو پیش کرین تو شاید خود غرضی وقومی طرفداری کی تہمت سے عامہ خیالات مین صادق البیان نہ سمجھے جاوین۔ لہذا اس باب مین ایسے شخص کے قول کو پیش کرنا مناسب سمجھتے ہین جسپر طرفداری قوم کے ساتھ طرفداری و خیرخواہی گورنمنٹ کا بھی عام یقین ہے وہ انرایبل **سید احمد** خان صاحب بہادر سی ایس آئی ہین جو اپنے رسالہ **جواب ڈاکٹر ہنٹر صاحب** مین ہمارے دعوی کی پوری تصدیق کرتے ہین چنانچہ اس رسالہ کے صفحہ ۱۵ مین فرماتے ہین۔

ہندوستان کے گوشہ شمال ومغرب کی سرحد پر جو پہاڑی قومین رہتی ہین وہ سُنی المذہب حنفی قومین ہین اور اور لوگ اُن کے ہم مذہب جس قدر ہندوستان مین رہتے ہین اُن سب مین وہ قومین اپنے مذہب کی پابند زیادہ ہین۔ اور جس طرح یہ ان قومون کو اپنے مخالف مذہب مسلمانون کے تین فرقون سے عداوت ہے اِس قدر اور باقی ماندہ فرقون کو اپنے مخالفون سے عداوت نہین ہے چنانچہ یہ قوم اپنے مذہب مین اس قدر سخت ہے کہ اگر کوئی اور شخص اُن کے ملک مین جاوے تو جب تک وہ اپنے مذہبی عقاید کو شامل انکے نہ کرلے اسوقت تک وہان اُسکی جان ومال کی خیر نہین ہوتی۔ چند سال کا عرصہ ہُوا کہ ایک میرے دوست حاجی سید محمد مرحوم شافعی المذہب ساکن جاروبیا اتفاق سے سرحد کی انہین قوم مومنین گئے تھے مجھ سے کہتے تھے کہ مجھکو شافعی ہونیکی سبب سے اِس قوم مین طرح طرح کی مصیبتین اُٹھانی پڑین اور گو مین دیہات وقصبات بلکہ خاص مساجد مین امن تلاش کرتا تھا لیکن مجھکو در اصل مسجد مین بھی امن نہ معلوم ہوتا یہ پہاڑی قومین حنفی لوگون کے فروعات کو بجائے اصول کے

سمجھتی ہین چنانچہ انہین فروعات حنفیہ مین سے ایک کتاب درمختار ہے جو ۱۰۷۱ھ یا ۱۶۶۰ء
مین لکھی گئی تہی اور فروعات حنفیہ مین سے یہہ کتاب نہایت معتبر اور معتمد علیہ ہی اس کتاب
مین چند اشعار عربیہ اس مضمون کے درج ہین جنمین فروعات حنفیہ کو اور ایمہ کے فروعات
پر ترجیح دی ہے اور اورون کو بُرا لکھا ہے انہین شعرون مین سے ایک شعر کا ترجمہ یہہ ہی
خدا کی لعنت اور قہر بیشمار اُس شخص پر جو امام ابو حنیفہ کے مذہب کا پیرو† نہین ہے"۔ یہہ
پہاڑی قومین اولیا کرام کے مقابر اور مزارون کو خصوصًا پیر بابا کے مقبرہ کو جو بونیر مین ہی
اور کاکا صاحب کے مزار کو جو کوٹہ مین ہے نہایت خلوص عقیدت سی پوجتے ہین اور مجہکو صدہا
پہاڑی لوگون کے دیکہنے کا اتفاق ہوا لیکن میری نظر سے آجتک کوئی پہاڑی پٹہان ایسا
نہین گذرا جو سواے حنفی مذہب کے اور کسی مذہب کا پیرو ہو یا وہابیت کی جانب ذرا بہی
میلان خاطر رکہتا ہو البتہ حیات افغانی مین جسکو گورنمنٹ کے ایک خیرخواہ اور ملازم مسلمان
نے اُردو زبان مین تصنیف کیا ہے (جو ۱۸۶۷ء مین لاہور مین چہپی ہے) یہہ فقرہ لکہا
دیکہا ہے۔ چند عرصہ سے ملا سید میر کوٹہ کے پیرو وہابی سمجہے جاتے ہین اور اخوند سوات
کے پکے پیرو جو حنفی المذہب ہین ملا سید میر کے معتقدین کو گمراہ سمجہتی ہین اور اکثر عثمانزئی
اور ناصر اللہ کی اولاد وغیرہ جو گڑہی اسمعیل کا باشندہ تہا ملا سید میر کے طرفدار اور باقی پہاڑی
قومین اخوند سوات کے پیرو ہین۔ پس اسی فقرے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سرحد کی قومون
کے عقیدے مین وہابیت کا نام کو بہی اثر نہین ہے۔ باین لحاظ اس بات کا ہرگز گمان نہین
ہو سکتا کہ سرحد کے پٹہانون اور وہابیون مین کسیطرح سازش ہو سکتی ہے چنانچہ ۱۸۶۴ء مین
وہابیون نے پہاڑون مین جاکر قیام کیا اور اُنہون نے اس بات کا قصد کیا کہ سکہون پر ہم
لوگ جہاد کرین اور شہید ہون لیکن چونکہ پہاڑی قومین ان کے عقاید کے مخالف تہین

† وہ اصل شعر یہہ ہے ولعنة ربنا اعداد رمل ✤ علی من ردّ قول ابی حنیفہ ✤ یعنی
بقدر و شمار ریگ بیابان اُس شخص پر خدا کی لعنت ہو جو امام ابو حنیفہ کی قول کو ردّ کری۔ نعوذ باللہ من ہذا الغلو
اڈیٹر

اِسلئے وہ وہابی اِن پہاڑیون کو ہرگز اس بات پر راضی نہ کر سکے کہ وہ اِن کے مسایل کو بہی اچہا سمجہتے مگر البتہ چونکہ وہ سکہون کے جور وستم سے نہایت تنگ تہے اِس سبب سے وہابیون کے اس منصوبہ مین وہ بہی شریک ہوگئے کہ سکہون پہ حملہ کیا جاوے اور آخرکار وہابیون اور پہاڑیون نے متفق ہوکر سکہون پہ حملہ بہی کیا لیکن چونکہ یہہ قوم مذہبی مخالفت مین نہایت تہی اس سبب سے اِس قوم نے اخیر مین وہابیون سے دغا کرکے سکہون سے اتفاق کرلیا اور مولوی محمد اسمعیل صاحب اور سیّد احمد صاحب کو شہید کیا پس اِن باتون کو ذرا اچہی طرح یاد رکہنا چاہئے کیونکہ اِن سے وہابیون کی وہ تاریخ بخوبی معلوم ہوتی ہے جسکو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے پہاڑی قومون کے ساتھ وہابیون کی سازش خیال کیا ہے۔

ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب کے پہلے باب مین وہابیون کے باغی لشکر قایم ہونے کی ایک کیفیت بیان کی ہے مگر چونکہ مجہکو اس تحریر مین چند در چند شُبہے ہین اِسلئے مین بہی ہندوستان کے وہابیون کی ایک مختصر کیفیت لکہتا ہون اور جبتک مین ایک مختصر کیفیت وہابیون کی نہ بیان کرونگا اسوقت تک یہ بات اچہی طرح نہین کہلی کہ ڈاکٹر صاحب کو کن امور مین دہوکہ ہوا ہے اور اس معاملہ مین اصلی کیفیت کو ڈاکٹر صاحب نے کس مبالغہ اور زیادتی کے ساتھ بیان کیا ہے۔

ہندوستان کے وہابیون کی تاریخی کیفیت پانچ زمانون سے متعلق ہے۔ پہلا زمانہ ۱۸۲۳ء سے شروع ہوتا ہے اور ۱۸۳۱ء تک پورا ہوتا ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جس مین مولوی محمد اسمعیل صاحب اور سیّد احمد صاحب نے اُن سکہون پہ جہا کیا تہا جو اپنے مسلمان رعایا کو تکلیف پہنچاتے تہے اور انتہا اس زمانہ کی اسوقت تک ہوئی جبکہ پشاور دوبارہ اِن کے پیرون کے ہاتہہ سے نکل گیا۔

دوسرا زمانہ ۱۸۳۱ء سے ۱۸۳۱ء تک یعنی پشاور کے فتح ثانی سے لیکر مولوی محمد اسمعیل صاحب اور سید احمد صاحب کی وفات تک ہے۔

تیسرا زمانہ اسوقت سے شروع ہوتا ہے جبکہ یہ دونون بزرگ شہید ہوئے اور انتہا اس زمانہ کی اسوقت ہے جبکہ گورنمنٹ انگریزی پنجاب پر قابض ہوئی اور وہابی لوگ معہ عنایتعلی اور ولایت علی کے سرحد سے اپنے گھرون کو بھیجے گئے یعنی ۱۸۳۱ء سے لیکر ۱۸۴۶ء تک ہے

چوتھا زمانہ اسوقت سے مراد ہے جبکہ ولایت علی اور عنایت علی نے دوبارہ سرحد پر حملہ کیا اور انتہا اس زمانہ کی ان دونون کے مارے جانے تک ہوئی۔ پانچوان زمانہ حال کا زمانہ ہے جسکو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے صریح غلطی سے وہابیون کی بغاوت کا زمانہ بیان کیا ہے پس ان پانچون زمانون مین وہابیت کا پہلا زمانہ

نہایت عمدہ تہا اور جو کام اس زمانے کے وہابی کرتے تہے ان سے گورنمنٹ انگریزی واقف تہی اور کسی طرح ان لوگون کیطرف گورنمنٹ کی بدخواہی کا گمان نہین ہوتا تہا چنانچہ اس زمانہ مین علی العموم مسلمان لوگ عوام کو سکہون پر جہاد کرنیکی ہدایت کرتے تہے تاکہ وہ اپنے ہموطن مسلمانون کو اس قوم کے ظلم و تعدی سے نجات دین۔ اس زمانہ مین مجاہدین کے پیشوا سید احمد صاحب تہے مگر وہ واعظ نتہے واعظ مولوی محمد اسمعیل صاحب تہے جنکی نصیحتون سے مسلمانون کے دلون مین ایک ایسا ولولہ اثر خیز پیدا ہوتا تہا جیسا کہ کسی بزرگ کرامت کا اثر ہوتا ہے مگر اس واعظ نے اپنے زمانہ مین کبھی کوئی لفظ اپنی زبان سے ایسا نہ نکالا جس سے ان کے ہم شہریون کی طبیعت ذرا بہی گورنمنٹ انگریزی کیطرف سے منحرف ہو کر بافروختہ ہو بلکہ ایک مرتبہ وہ کلکتہ مین سکہون پر جہاد کرنیکا وعظ فرما رہے تہے اثنار وعظ مین کسی شخص نے ان سے دریافت کیا کہ تم انگریزون پر جہاد کرنیکا وعظ کیون نہین کہتے وہ بہی تو کافر ہین۔ اسکے جواب مین مولوی محمد اسمعیل صاحب نے فرمایا کہ انگریزون کے عہد مین مسلمانون کو کچہہ اذیت نہین ہوتی اور چونکہ ہم انگریزون کی رعایا ہین اسلئے ہمپر اپنے مذہب کے رو سے یہہ بات فرض ہے کہ انگریزون پر جہاد کرنے مین ہم کبھی شریک نہ ہون۔ پس اس زمانہ مین ہزارون مسلح مسلمان اوشیار

سامان جنگ کا ذخیرہ سکھون پر جہاد کرنے کے واسطے ہندوستان مین جمع ہوگیا مگر جب صاحب کمشنر اور صاحب مجسٹریٹ کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو انہون نے گورنمنٹ کو اطلاع دی گورنمنٹ نے انکو صاف لکھا کہ تمکو اس معاملہ مین ہرگز دست اندازی نہین کرنی چاہیے کیونکہ انکا ارادہ کچھ گورنمنٹ انگریزی کے مقاصد کے برخلاف نہین ہے غرضکہ ۱۸۳۴ء مین یہ لوگ سکھون پر جہاد کرنیکے واسطے سرحد پر پہنچے اور اسکے بعد ہندوستان سے برابر انکی پاس مدد پہنچتی رہی اور گورنمنٹ بھی اس امر سے بخوبی واقف تھی جسکی ثبوت مین ایک مقدمہ کی کیفیت نظیراً مین درج ذیل کرتا ہون -

دہلی کے ایک ہندو مہاجن نے جس کے پاس جہادی لوگون کی امداد کے واسطے روپیہ جمع کیا گیا تھا امداد کے روپیہ مین کچھ تغلب کیا اور مسٹر ولیم فریزر صاحب بہادر مستوفی کمشنر دہلی کے روبرو اپیل دایر ہوئی اور انجام کار مولوی محمد اسحاق صاحب مدعی کے حق مین اس دعوی کی ڈگری ہوئی اور جو روپیہ مدعا علیہ سے ڈگری کا وصول ہوا وہ اور ذریعہ سے سرحد کو بھیجا گیا بعد اسکے اس مقدمہ کا اپیل صدر کورٹ الہ آباد مین ہوا وہان بھی عدالت ماتحت کا فیصلہ بحال رہا - اس زمانہ مین وہابیون نے سرحد کی قومون کی مدد سے پشاور فتح کیا اور بعد فتح کے دوست محمد خان والئے کابل کے بھائی سلطان محمد خان کو حوالہ کر دیا مگر سلطان محمد خان نے فریب سے تھوڑے عرصہ کے بعد پشاور کو رنجیت سنگھ کے ہاتھ فروخت کر ڈالا -

مگر دوسرے زمانہ مین گویا وہابیت کا زوال شروع ہوگیا تھا چنانچہ جب پھر سکھون کا پشاور پر قبضہ ہوگیا تو سید احمد صاحب اور مولوی اسمٰعیل صاحب کے پیرون کا بالکل جی ٹوٹ گیا کیونکہ انکو معلوم ہوگیا تھا کہ سرحد کے پٹھان ہمارے مذہب کے باعث سے ہم سے دلی عداوت رکھتے ہین اب ہمکو ان سے کسی قسم کی امداد کی توقع نہین رکھنی چاہیے اور ہماری یہ قلیل جماعت کسی طرح کامیابی کے ساتھ سکھون کا مقابلہ نہین

کر سکتی - اور اسی وجہ سے اُنہون نے یہہ بہی کہا تہا کہ اب ہمکو اپنے مذہب کے رو سے یہہ جہاد جایز نہین رہا علاوہ اسکے لوگون کے باہم بہی اس امر مین اختلاف ہو گیا کہ آیا سید احمد صاحب ان کے پیشوا ہونے کی قابلیت رکہتے ہین یا نہین چنانچہ انمین سے اکثر کی تو یہہ راے تہی کہ وہ اس کام کے لایق نہین ہین اور بعض نے اس کے خلاف بیان کیا مگر مولوی اسمعیل صاحب نے اس حالت مین بہی اُن جہگڑون کے دفعیہ کے واسطے حتی الامکان کوشش کی اور ایک کتاب موسوم بہ منصب امامت لکہی (جو ۱۲۶۵ء مطابق ۱۸۴۹ء مین کلکتہ مین طبع ہوئی تہی) لیکن ان کی یہہ تمام کوششین بے فایدہ ہوئین اور انجام کار وہ جماعت بالکل ٹوٹ گئی جسمین کئی ہزارون آدمی ہندوستان مین اپنے گہرون کو واپس چلے آے چنانچہ منجملہ ان کے ایک نہایت مشہور و معروف مولوی محبوب علی تہے (جنکا انتقال ۱۸۶۴ء مین ہوا) اور دوسرے مولوی حاجی محمد بنگالہ کے رہنے والے تہے مگر چونکہ انکا نکاح دہلی مین ہوا تہا اِس سبب سے وہ کئی برس تک دہلی مین رہے اور ۱۸۷۰ء کو مقام اَلور مین اونہون نے وفات پائی - شاید اس مضمون کے پڑہنے والے اس عجیب بات کے سُننے سے بہی خوش ہون کہ مولوی محبوب علی صاحب وُہی شخص تہے جنکو ۱۸۵۷ء مین باغیون کے سرغنہ بخت خان نے عین ہنگامہ غدر مین طلب کیا اور ان سے یہہ درخواست کی کہ آپ اس زمانہ مین انگریزون پر جہاد کرنیکی نسبت ایک فتوی پر اپنی دستخط کرین مگر مولوی محبوب علی صاحب نے صاف انکار کیا اور بخت خان سے کہا کہ ہم مسلمان گورنمنٹ انگریزی کے رعایا ہین ہم اپنے مذہب کے رو سے اپنے حاکمون سے مقابلہ نہین کر سکتے اور طرہ برین یہہ ہوا کہ جو ایذا بخت خان اور اسکے رفیقون نے انگریزون کی میمون اور بچون کو دی تہی اسکی بابت بخت خان کو سخت لعنت و ملامت کی -

اِس زمانہ کے بعد سید احمد صاحب کے پیرو بہت ہی کم ہو گئے اور آخر کار وہ ۱۸۳۱ء

مین اپنے اکثر رفیقون کے ساتھہ خادی خان کی دغابازی سے شیر سنگھ کے مقابلہ مین شہید ہوگئے اور انکے شہید ہوتے ہی جو لوگ جہادیون کے ہمراہ تھے انمین سے بہت سے لوگون نے جہادیون کا ساتھہ چھوڑ دیا مگر اور لوگون نے انکا دل تہاسنے کے لئے مصلحتاً یہ خبر مشہور کردی کہ سید احمد صاحب ابتک زندہ ہین صرف بطور کرامات غائب ہوگئے کسی پہاڑ کے کہوہ مین پوشیدہ ہوگئے ہین مگر آخر کار جب اس دھوکہ کا حال کہل گیا تو سید احمد صاحب کے پیرو اپنے گہرون کو لوٹ آئے اور اس زمانہ کے بعد جہاد کی امداد کے واسطے ممالک مغربی و شمالی سے آدمی اور روپیہ کا پہنچنا بالکل بند ہوگیا اور جو کچھہ واقعات اس زمانہ کے بعد ہوئے وہ چندان دلچسپ نہین ہین اس مقام پر مین یہہ بات بیان کرتا ہون کہ سید احمد صاحب نے پشاور پر سکھون کا پھر قبضہ ہونیکے بعد اپنے اُن رفیقون سے جو جہاد مین جان دینے پر آمادہ تھے یہ کہا کہ تم جہاد کے لئے مجھہ سے بیعت شرعی کرو چنانچہ کئی سو آدمیون نے اسی وقت بیعت کی اور یہ بات تحقیق ہے کہ جو شخص شیر سنگھ کے مقابلہ مین لڑائی مین بچ رہے تھے انمین سے صرف چند آدمی تو اپنے پیشوا سید احمد صاحب کے شہادت کے بعد پہاڑیون مین باقی رہگئے تھے جنمین سے اکثر لوگ پٹنہ اور دیگر اضلاع بنگالہ کے رہنیوالے تھے اس کے بعد مولوی عنایت علی اور ولایت علی ساکن پٹنہ ان کے سردار ہوے لیکن انہون نے جہاد کے سرانجام مین کچھہ کوشش نہین کی اور جب پنجاب پر گورنمنٹ انگریزی کا تسلط ہوا تو مولوی عنایت علی اور ولایت علی معہ اپنے اکثر رفیقون کے ۱۸۴۷ء مین اپنے گہرون کو واپس پہنچ دئے گئے۔ پس اس سے ہمکو یہہ بات معلوم ہوگئی کہ خاص پٹنہ یا بنگالہ کے اور ضلعون سے بلکہ عموماً ہندوستان سے روپے اور آدمی اس ولایت کے پہلے تین زمانون مین ضرور سرحد کو بہیجے گئے تھے لیکن میری راے مین یہہ بات بیت کہہی ہوئی ہے کہ انمین سے کوئی آدمی انگریزی گورنمنٹ پر حملہ کرنیکیواسطے نہین گیا تھا نہ اُنسے یہ کام لیا گیا اور نہ ان تین زمانون مین کسی کو اس بات کا کچھہ خیال ہوا کہ ہندوستان

کے مسلمانون کی نیت بغاوت کیجانب مایل ہے مگر با این ہمہ ہمارے ڈاکٹر ہنٹر صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۷۹ مین یہہ بیان کرتے ہین کہ "تیس برس کا عرصہ ہوا ہوگا جب ایک خلیفہ بطریق رسالت بنگالہ کو آیا اور وہان اُس نے قیام کیا اور قرب وجوار کے تمام زمیندار اس کا اعتبار کرنے لگے اور اُس نے بڑی مضبوطی اور موثر بیان کے ساتہہ جہاد کا وعظ کیا اور جو سرحد پر لشکر تہا اس کے پاس بہیجنے کے واسطے اُس نے پٹنہ کو اور بہی آدمی اور روپیہ بہیجا"۔

یہہ سب ۱۸۴۱ء یا اُسکے قریب کا ذکر ہے جس سے کئی برس بعد پنجاب پر سرکار انگریز کا تسلط ہوا تہا۔ پس کیا ڈاکٹر ہنٹر صاحب کو فی الواقع یہہ یقین ہے کہ اس زمانہ مین روپیہ اور آدمی اس غرض سے بہیجے گئے تہے کہ سرحد کی قومون کو انگریزون پر حملہ کرنے مین مدد پہنچے۔

مین خیال کرتا ہون کہ شاید ڈاکٹر صاحب اس بات کو تو تسلیم کرینگے کہ ۱۸۴۱ء سے کئی برس پہلے بہی سکہون پر مسلمانون کا جہاد ہو رہا تہا اور غالب ہے کہ جن آدمیون اور روپیون کا ڈاکٹر صاحب نے ذکر کیا ہے وہ سب پنجاب کے بادشاہون کی رعایا کو شکست دینے کے واسطے بہیجے گئے ہونگے اب یہان سے مین یہہ بات ثابت کرنا چاہتا ہون کہ چوتہے زمانہ (یعنی زمانہ حال)† مین بھی میرے اُن ہم مذہبون کی نسبت جو اب ہندوستان مین رہتے ہین کسی قسم کی بدگمانی کی کوئی وجہ نہین ہے مگر چونکہ انگریز لوگ مسلمانون کی عام رائے اور خیالات سے ناواقف ہین اسلئے وہ ضرور مجہکو مسلمانون کا طرفدار سمجہین گے اور اس سبب سے شاید میرے خیالات یا تحریر پر وہ بہت کم التفات اور اعتماد کرینگے لیکن اس امر کے سبب سے مجہکو ایک ایسے معاملہ کے اظہار مین ڈرنا نچاہئے جسکو مین اپنے ذہن مین بالکل سچ سمجہتا ہون جب مولوی عنایت علی اور ولایت علی ۱۸۴۷ء مین ہندوستان کو لوٹ آئے تو اس وقت سید احمد صاحب کے چند پیرو سرحد پر باقی رہگئے اور یہ بات بہی صحیح ہے کہ ان دو شخصون نے

† زمانہ حال کو آپنے پانچوان زمانہ ٹہرایا تہا۔ شاید یہان کاتب کی غلطی ہے۔ یا یہ کہ چوتہے زمانہ کی ضمن مین پانچوان زمانہ کا حال بہی بیان کیا ہے اسلئے دونون کو یکجا کر دیا ہے۔ (اڈیٹر)

پٹنہ اور اسکے قرب وجوار کے آدمیون کو اس بات کی ترغیب دینے مین ہرگز کوتاہی نہین کی کہ وہ جہاد مین شریک ہون اور اس کام کے واسطے روپیہ جمع کرین چنانچہ وہ برابر بڑی سرگرمی سے کوشش کرتے رہی اور جس بات کا ابتک ان کو دل سے خیال تہا اس کا اظہار انہون نے ۱۸۵۱ء مین اسطرح پر کیا کہ وہ پہر ہندوستان سے سرحد کیجانب چلی گئے مگر ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے یہہ خیال کیا ہے کہ یہ لوگ دوبارہ سرحد کو انگریزون پر حملہ کرنیکی نیت سی گئے تہے اور انہون نے بجائے سکہون کے انگریزون پر جہاد کیا تہا حالانکہ جب ان لوگون کو انگریزون سے کسی طرح کی کوئی شکایت نہ تہی تو پہر انکا یہہ ارادہ کرنا کسی طرح پر صحیح نہین ہو سکتا البتہ جو ظلم و تعدی سکہہ لوگ مسلمانون پر کرتے تہے اس سے ہمکو یہہ بات معلوم ہو گئی ہے کہ مسلمان سکہون پر کس وجہ سی حملہ کرنا چاہتے تہے ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے یا کسی اور شخص نے اس بات کی کوئی وجہ نہین بیان کی کہ مسلمانون کے دل مین انگریزون سے یہہ عداوت دفعتاً کیونکر پیدا ہو گئی کیونکہ مسلمانون کو انگریزون سے کچہہ عداوت نتھی بلکہ جو سکہہ جمون مین رہتے تہے ان پر وہ حملہ کرنا چاہتے تہے۔

مجہکو یہہ سب حال اس شخص کی زبانی معلوم ہوا ہے جسکی ملاقات خاص مولوی عنایت علی اور مولوی ولایت علی سے اسوقت مین ہوئی تہی جب وہ سرحد کو جاتے تہے اسوجہ سی مجہکو اسکی صداقت مین کسی طرح کی کلام نہین ہے اور یہہ بات بخوبی یاد رکہنی چاہئے کہ وہابی اپنے مذہب مین بڑے پکے اور نہایت سچی ہوتے ہین وہ اپنے اصول سے کسی حال مین منحرف نہین ہوتے اور جن شخصون کی نسبت مین یہہ لکہہ رہا ہون وہ اپنے بال بچون اور مال و اسباب کو گورنمنٹ انگریزی کی حفاظت مین چہوڑ گئے تہے اور ان کے مذہب مین اپنے بال بچون کے محافظون پر حملہ کرنا نہایت ممنوع ہے اس لحاظ سے اگر وہ انگریزون سے لڑتے اور لڑائی مین مارے جاتے تو وہ بہشت کی خوشیون اور شہادت کے درجہ سی محروم ہو جاتے بلکہ اپنے مذہب مین گنہگار خیال کئے جاتے ہم کو یہ بات بہی ثابت ہو چکی ہے کہ وہابیون کی

باقیماندہ جماعت سرحد پر نہایت قلیل رہگئی تہی اور پہاڑی قومین ان کے مذہب کی باعث سے
انسے سخت عداوت رکہتی تہین پس جب ہم ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب مین اس قسم کے فقرے
پڑہتے ہین کہ (لارڈ دلہوزی صاحب نے اپنے دوسرے مراسلہ مین سرحد کی ان قومون
پر حملہ کرنیکی تجویز کی نسبت کچہہ بحث کی تہی جنکی بیہودہ عداوت کو جو انکو کفار کے ساتہہ تہی
ہندوستان کے معتقد وہابیون نے غایت درجہ تک بہڑکا دیا تہا (صفحہ ۲۳) تو ہمکو بلکہ
ہر ایک شخص کو ہنسی آتی ہے ڈاکٹر صاحب شاید اس نہایت ضروری امر کو بہول گئے
ہین کہ یہہ پہاڑی قومین قدیم زمانہ سے سرکش اور مفسد ہین اور جو قومین ان کی سرحد پر
رہتی ہین خواہ وہ کافر ہون یا مسلمان انکو انہون نے کبہی چین نہین لینے دیا اور بلا امتیاز
کسی کے خود دہلی کے مسلمان بادشاہون اور سکہون کے ساتہہ لڑتے رہے ہین اور مثل
اُس آیرلینڈ کے باشندے کی جو میلہ مین تماشائیون سے خواہ نخواہ جنگ وجدال کا خواہان
ہوتا تہا جب تک اس قوم سے کوئی شخص لڑنے کے لئے موجود ہوتا تہا اُسوقت تک اسکو
اس بات کی کچہہ پرواہ نہوتی تھی کہ وہ شخص کون ہے یہانتک کہ نادر شاہ سا شخص بھی جو
بڑا ظالم تہا اور جسکے نام سے تمام ہندوستان لرزتا تھا انکو ہرگز اپنا مطیع نہ کرسکا اور ولایت علی
اور عنایت علی اور انکے قلیل ہمراہیون کی نسبت ابتک کوئی بات ایسی نہین معلوم ہوئی
ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ وہ ہندوستان مین گورنمنٹ انگریزی پر حملہ کرنیکا منصوبہ رکہتے
تھے چنانچہ ۱۸۵۱ء سے چند برس بعد انکا انتقال ہوا اور اسکے بعد انکے تمام ہمراہی اِدہر اُدہر
چلیگئے۔ البتہ یہہ بات بالکل صحیح ہے کہ جبتک یہہ مولوی سرحد پر مقیم رہے اسوقت تک
آدمی اور روپیہ پٹنہ اور بنگالہ کے دیگر اضلاع سے سرحد پر پہنچتا رہا لیکن کسی شخص کو یہہ
یقین نہ تہا کہ وہ انگریزون پر حملہ کرنے مین کام آوینگے اور نہ یہ امر قرین قیاس ہے
کہ ایسی کمزور فوج ایسی زبردست انگریزی سلطنت کے تہ وبالا کرنے کا ارادہ کرے
پس میرے علم ویقین کے موافق وہابیت کے پانچوین زمانہ کو بہی جہاد سے کچہہ تعلق

نہین ہے کیونکہ مین خوب جانتا ہون کہ مولوی ولایت علی اور عنایت علی کے انتقال کے بعد جہاد کے سرانجام کے واسطے بنگالہ سے نہ تو روپیہ بھیجا گیا اور نہ آدمی گئے البتہ ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ کے بعد ہندوستان کے بعض سرکش آدمی جنکے ساتھ کچھ باغی بھی تھے ملکا اور ستانا واقعہ ترائی نیپال اور بیکانیر اور راجپوتانہ کے بیابانون مین جا رہے تھے اور وہان انکے جا رہنے کا سبب یہ تھا کہ انہون نے ان مقامات کو سنگین سزا سے بچنے کے لئے امن کا مقام خیال تھا جو غدر کے سبب سے ان ایام مین لوگون کو سرکار کیطرف سے ہوئی تھی اور جو لوگ گوشہ شمال و مغرب کی سرحد کو بھاگ گئے تھے ان کا ایک عام خوف سے ایک موقع پر جمع ہو جانا ایک عقلمندی کی بات تھی حالانکہ اس مجمع مین خاص مسلمان ہی نہ تھے بلکہ ہر قوم کے ہندو اور مسلمان سب تھے پس ان لوگون کی نسبت یہہ خیال کرنا (جیسا کہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے بیان کیا ہے) کہ وہ گورنمنٹ پر حملہ کرنیکی نیت سے جمع ہوئے تھے میرے نزدیک ایک بیہودہ بات ہے کہ اسکی جانب کوئی دانشمند التفات نہ کریگا البتہ یہ بات ممکن ہے کہ ان مفروردون کی جماعت مین سے بعض شخص ایسے بھی ہون جو اپنے گھر والون سے ہندوستان مین خط و کتابت رکھتے ہون اور اس بات کا بھی کچھ تعجب نہین ہے کہ ان کے عزیز و اقارب ان لوگون کو روپیہ پیسہ بھیجتے ہون اسلئے کہ ان کی بغاوت کے سبب سے انکے قرابتی لوگون پر یہہ بات لازم نہ تھی کہ وہ ان سے خط و کتابت نہ کرتے بلکہ ایسی ہی حالت مین اپنے یگانہ اپنا کا زیادہ خیال کیا کرتے ہین اور پاس محبت سے ایسے شخص کی مدد کرنا گویا اپنے ذمہ فرض سمجھتے ہین - پس ظن غالب یہ ہے کہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے اس خیال بندی کے واسطے کہ گورنمنٹ انگریزی پر جہاد کرنے کے واسطے برابر انتظام کے ساتھ روپیہ اور آدمی یہان سے پہنچتے تھے" بلاشبہ یہی معاملہ ایک بڑی کچی بنیاد ہوئی ہوگی اور دوسری وجہ اس خیال کی شاید یہہ ہوئی ہو کہ ہندوستان سے اخوند سوات کے پاس روپیہ جاتا تھا مگر جو لوگ میری اس مضمون کو پڑھین گے وہ غالبًا اس بات سے واقف ہونگے کہ سوات

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

کی شریعت مین ہر مالدار مسلمان پر سال کے اخیر مین اپنی مالیت کا چالیسوان حصہ خدا کی راہ مین نکالنا فرض ہے اور اس چالیسوین حصہ کو انکی شریعت مین زکوۃ کہتے ہین پس گو بہت سے مسلمان اپنی شریعت کے اس فرض کو ادا نہین کرتے اور اس صورت سے اپنے ہمجنسون کا فایدہ نہین چاہتے لیکن جو کچھ مسلمان وہابی کہلاتے ہین یا جنکی طبیعت کا میلان اس سچے عقیدے وہابیت کی طرف ہے وہ اس فرض کو بھی مثل اور فرضون کے نہایت مضبوطی اور احتیاط کے ساتھ ادا کرتے ہین اور جو روپیہ وہ اپنے خزانہ مین سے زکوۃ کے طور پر نکالتے ہین اسکو حتی الامکان اپنے قرب وجوار کے مساکین اور ان مسافرون مین تقسیم کر دیتے ہین جنکا گذران کے تصدق اور دہیات مین ہو۔ اور مسافر اور مساکین کے علاوہ ان نامی گرامی متوکل عالمون اور عابدون کو دیتے ہین جو ترک تعلق کر کے گوشہ عزلت مین بیٹھے ہین اور انکے سوائے جو طلبا مسجدون وغیرہ مین رہتے ہین انکی تعلیم کے واسطے بھی دیتے ہین اور اس رفاہ کے کام اور نیک فعل مین ان پر مذہب کے رو سے کچھ یہ بات فرض نہین ہے کہ جس شخص کو وہ زکوۃ کا روپیہ دین اسکے حالات تحقیق بھی کر لیا کرین مگر ہم دیکھتے ہین کہ اس زمانہ کے مسلمانون کو بغاوت مین مدد دینی کے الزام سے محفوظ رہنے کا اس قدر اندیشہ ہو گیا ہے کہ اب وہ مسافرون وغیرہ کو اس قسم کا روپیہ نہین دیتے اور اکثر اوقات اس باب مین احتیاط کرتے ہین اور حقیقت مین بھی ایسا ہی ہے کہ جو مسلمان زکوۃ دینے والے ہین وہ ضرور اس الزام مین مشتبہ ہین اخوند سوات کے نسبت مجھکو بھی گمان ہے کہ بلاشبہ اسکے پاس بہت سی دولت مند مسلمان زکوۃ بھیجتے ہون گے لیکن جیسے اسبات کا گمان ہے اسی طرح یہ اسبات کا یقین ہے کہ اخوند سوات وہابی نہین ہے اور جو روپیہ اسکے پاس پہنچتا ہوگا اسکو گورنمنٹ پر جہاد کرنیکا کچھ سروکار نہ ہوگا۔ دہلی مین مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مرحوم کا مدرسہ اور شاہ غلام علی صاحب کی خانقاہ دونون ایسے مقام تھے کہ وہان علاوہ ہندوستان کے تمام دنیا مین سے روپیہ پیسہ اتا تھا پس اگر کوئی شخص یہ بات کہدے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کے مدرسہ اور خانقاہ مین جہاد کیواسطے روپیہ آتا تھا

باقی آیندہ